

”یہ لاغر اور کمزور اونٹنیاں ہیں کہ جو یا تو بس ہر سختی و صعوبت کو تھیل کر اپنی جگہ پر بیٹھی رہتی ہیں اور یا یہ کہ ہم انہیں کسی بے آب و گیاہ جنگل کے سفر میں لے جاتے ہیں تو وہاں جاتی ہیں۔“

اور «وَلَا قَرَعٍ رَّبَابِهًا» میں قرع چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی بدلیوں کو کہتے ہیں۔ اور «وَلَا شَفَّانٍ ذَهَابِهًا» میں ”شفان“ کے معنی ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے ہیں اور ”الذہاب“ ہلکی ہلکی بوندا باندی کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں والی پھوار۔ اور ”ذات“ کی لفظ جس کے معنی ”والی“ ہوتے ہیں اس جگہ حذف فرما دی ہے۔ اس لئے کہ سننے والا اسے خود ہی سمجھ سکتا ہے۔

--☆☆--

خطبہ (۱۱۴)

اللہ نے آپ کو حق کی طرف بلانے والا اور مخلوق کی گواہی دینے والا بنا کر بھیجا۔ چنانچہ آپ نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچایا۔ نہ اس میں کچھ سستی کی، نہ کوتاہی اور اللہ کی راہ میں اس کے دشمنوں سے جہاد کیا، جس میں نہ کمزوری دکھائی، نہ حیلے بہانے کئے۔ وہ پرہیزگاروں کے امام اور ہدایت پانے والوں (کی آنکھوں) کیلئے بصارت ہیں۔

[اسی خطبہ کا ایک جزیہ ہے]

جو چیزیں تم سے پردہ غیب میں لپیٹ دی گئی ہیں اگر تم بھی انہیں جان لیتے جس طرح میں جانتا ہوں تو بلاشبہ تم اپنی بد اعمالیوں پر روتے ہوئے اور اپنے نفسوں کا ماتم کرتے ہوئے اور اپنے مال و متاع کو بغیر کسی نگہبان اور بغیر کسی نگہداشت کرنے والے کے یونہی چھوڑ چھاڑ کر کھلے میدانوں میں نکل پڑتے اور ہر شخص کو اپنے ہی نفس کی پڑی ہوتی،

حَدَابِيرُ مَا تَنْفَكُ إِلَّا مُنَاخَةً
عَلَى الْخُصْفِ أَوْ نَرْمِي بِهَا بَلَدًا قَفْرًا

وَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «وَلَا قَرَعٍ رَّبَابِهًا»
الْقَرَعُ: الْقِطْعُ الصَّغَارُ الْمُسْفَرَّةُ مِنَ
السَّحَابِ. وَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ: «وَلَا شَفَّانٍ
ذَهَابِهًا» فَإِنَّ تَقْدِيرَهُ: وَلَا ذَاتِ شَفَّانٍ
ذَهَابِهًا. وَ الشَّفَّانُ: الرِّيحُ البَارِدَةُ. وَ
الذَّهَابُ: الْأَمْطَارُ اللَّيِّئَةُ، فَحَدَفَ «ذَاتِ»
لِعَلِّمِ السَّمِيعِ بِهِ.

-----☆☆-----

(۱۱۴) وَمِنْ خُطْبَةٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَرْسَلَهُ دَاعِيًا إِلَى الْحَقِّ،
وَ شَاهِدًا عَلَى الْخَلْقِ، فَبَلَّغَ
رِسَالَاتِ رَبِّهِ غَيْرَ وَاوٍ وَلَا مُقْصِرٍ،
وَ جَاهَدَ فِي اللَّهِ أَعْدَاءَهُ غَيْرَ وَاهِنٍ
وَ لَا مُعَدِّرٍ، إِمَامٌ مَنِ اتَّقَى، وَ بَصُرُ
مَنِ اهْتَدَى.

[مِنْهَا]

وَلَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَعْلَمَ مِمَّا طَوِيَ عَنْكُمْ
غَيْبُهُ، إِذَا لَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ،
تَبْكُونَ عَلَى أَعْمَالِكُمْ، وَ تَلْتَدِمُونَ عَلَى
أَنْفُسِكُمْ، وَ لَوَكُنْتُمْ أَمْوَالِكُمْ لَا حَارِسَ
لَهَا وَ لَا خَالِفَ عَلَيْهَا، وَ لَهَمَّتْ كُلُّ امْرِئٍ

کسی اور کی طرف متوجہ ہی نہ ہوتا۔ لیکن جو تمہیں یاد دلایا گیا تھا اسے تم بھول گئے اور جن چیزوں سے تمہیں ڈرایا گیا تھا اس سے تم نڈر ہو گئے۔ اس طرح تمہارے خیالات بھٹک گئے اور تمہارے سارے امور درہم و برہم ہو گئے۔

میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ میرے اور تمہارے درمیان جدائی ڈال دے اور مجھے ان لوگوں سے ملا دے جو تم سے زیادہ میرے حقدار ہیں۔ خدا کی قسم! وہ ایسے لوگ ہیں جن کے خیالات مبارک اور عقلیں ٹھوس تھیں۔ وہ کھل کر حق بات کہنے والے اور سرکشی و بغاوت کو چھوڑنے والے تھے۔ وہ قدم آگے بڑھا کر اللہ کی راہ پر ہوئے اور سیدھی راہ پر (بے کھٹکے) دوڑے چلے گئے۔ چنانچہ انہوں نے ہمیشہ رہنے والی آخرت اور عمدہ و پاکیزہ نعمتوں کو پالیا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تم پر بنی ثقیف کا ایک لڑکا تسلط پالے گا وہ دراز قد ہوگا اور بل کھا کر چلے گا۔ وہ تمہارے تمام سبزہ زاروں کو چر جائے گا اور تمہاری چربی (تک) پگھلا دے گا۔ ہاں اے ابو ذحہ کچھ اور!

سید رضی فرماتے ہیں: کہ ”وذحہ“ کے معنی ”خفساء“ کے ہیں۔ آپ نے اپنے اس ارشاد سے حجاج (ابن یوسف ثقفی) کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اس کا خفساء سے متعلق ایک واقعہ ہے جس کے بیان کرنے کا میل نہیں ہے۔

--☆☆--

مِنْكُمْ نَفْسُهُ، لَا يَلْتَفِتُ إِلَىٰ غَيْرِهَا وَ لَكِنَّكُمْ نَسِينُمْ مَا ذُكِّرْتُمْ، وَ آمَنْتُمْ مَا حُدِّزْتُمْ، فَتَاةَ عَنْكُمْ رَأْيَكُمْ، وَ تَشْتَتَ عَلَيْكُمْ أَمْرُكُمْ.

وَ لَوَدِدْتُ أَنَّ اللَّهَ فَرَّقَ بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ، وَ الْحَقَنِي بِسَنِّ هُوَ أَحَقُّ بِي مِنْكُمْ، قَوْمٌ وَاللَّهِ! مَيَّامِينُ الرَّأْيِ، مَرَّاجِيحُ الْحِلْمِ، مَقَاوِيلُ بِالْحَقِّ، مَتَارِيكُ لِلْبُعْيِ. مَضْمُونًا قَدْ مَّا عَلَى الطَّرِيقَةِ، وَ أَوْجَفُوا عَلَى الْبَحْجَةِ، فَظَفَرُوا بِالْعُقْبَى الدَّائِمَةِ، وَ الْكِرَامَةِ الْبَارِدَةِ.

أَمَّا وَاللَّهِ! لَيَسْلُطَنَّ عَلَيْكُمْ غَلَامٌ ثَقِيفٍ الدِّيَالِ الْبِيَّالِ، يَأْكُلُ خَضِرَتِكُمْ، وَ يَذِيبُ شَحْبَتَكُمْ، إِلَيْهِ أَبَا وَذَحَةَ.

أَقُولُ: الْوَذَحَةُ: الْخُنْفَسَاءُ. وَ هَذَا الْقَوْلُ يُؤَمِّئِي بِهِ إِلَى الْحُجَّاجِ، وَ لَهُ مَعَ الْوَذَحَةِ حَدِيثٌ لَيْسَ هَذَا مَوْضِعَ ذِكْرِهِ.

-----☆☆-----

ط اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ: حجاج ایک دن نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا تو ”خفساء“ اس کی طرف بڑھا۔ حجاج نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکنا چاہا مگر اس نے اسے کاٹ لیا جس سے اس کے ہاتھ پرورم آگیا اور آخر اس کے اثر سے اس کی موت واقع ہوئی۔ ابن ابی الحدید نے لکھا ہے کہ ”وذحہ“ اس گوبر کو کہتے ہیں جو کسی حیوان کی دم پر لگا رہ گیا ہو اور اس کنیت سے مقصود اس کی تذلیل ہے۔

☆☆☆☆☆